عقوبات جنائیہ کی تحدید و تشکیل میں ادلہ اربعہ کے کردار کا علمی جائزہ

A scientific review of the role of adillah arba'ah in the limitation and formulation of criminal penalties

DOI 10.5281/zenodo.8387389 :

*[1]*Muhammad Noman Khalil*
**[2]*Prof. Dr. Mushtaq Ahmed*

Abstract

Human history has witnessed that the attitude of the legislators of the World in the account of crime and punishment has always been subject to extremes. Legislators made a law under a kind of sentiment, it remedied one defect to some extent but many other defects arose, when an attempt was made to remedy them, the other extreme arose. Allah Almighty is aware of the ever-changing mood of human intellect and the limitations of human consciousness. He did not like that the human intellect kept undermining the basic safeguards of human life with its new discoveries. Therefore, out of perfect kindness, He Himself clearly defined the punishments for the principal crimes, and did not authorize anyone to change them. Therefore, each punishment prescribed by Islam restores human dignity, provides peace and tranquility to the society, refines thoughts and actions to the human character, and goes beyond the class division and exploitation system of every human being. It ensures protection of religion, life, wealth, intellect and heritage. Islamic Shari'ah does not allow anyone to create legislation based on exaggeration, class and exploitation; rather it considers the establishment of justice and fairness as the main purpose of the Prophet's mission. Therefore, in view of this, the article presents a scientific review of the role of Qur'an, Sunnah, Ijma'a and Qiyas in determining and forming the limits of criminal punishments, retribution and punishment.

Keywords: *scientific review, role, adillah arba'ah, limitation, formulation, criminal penalties.*

تعارف

تاریخِ انسانی اس بات پر شاہد ہے کہ جرم و سزا کے معاملے میں اقوام عالم کے قانون سازوں کا رویہ ہمیشہ افراط و تفریط کا شکار رہا ہے۔ کہیں ڈکٹیٹر شپ کے تحت اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ کے لیے قانون سازی کی گئی ہے اور ریاست کے ایک مخصوص طبقے کو ان کے بنیادی انسانی حقوق سے نہ صرف محروم رکھا گیا ہے ، بلکہ معمولی غلطی سرزد ہونے پر بڑی بڑی سزائیں تجویز کی گئیں ہیں۔ فراعنہ مصر میں قبطیوں اور اسرائیلیوں کے لیے الگ الگ امتیازی فوجداری قوانین اور عقوبات کی ظلم و استبداد پر مبنی ریاستی پالیسی، اسرائیلی نرینہ اولاد کی ٹارگٹ کلنگ کی ریاستی پالیسی اس کی مثال ہے۔[(1)] کہیں ذات پات کو

*[1] Ph.D Research Scholar Qurtuba University of Science & Information Technology, Peshawar.
**[2] Dean Faculty of Social Sciences Qurtuba University, Peshawar.

بنیاد بنا کر عقوبات تجویز کی گئی ہیں، ہندومت میں ذات پات کی تقسیم کی بنیاد پر سزاؤں میں فرق اس کی مثال ہے[2]۔ یہود و نصاریٰ کے اہل حل و عقد کا مجوزہ فوجداری مقدمات میں تساہل اور کتمان[3]، اور موجودہ دور میں سیکولرزم اور جمہوری نظام کے تحت دین، جان، مال، عقل اور نسل کے عدم تحفظ کی افراط و تفریط پر مبنی عالمی استعماری پالیسی اس کی مثالیں ہیں۔ مزید بر آں قانون سازوں نے ایک قانون ایک قسم کے جذبات کے تحت بنایا، اس سے ایک خرابی کا ازالہ تو کسی حد تک ہو گیا مگر کئی دوسری خرابیوں نے جنم لیا، جب ان کا ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی تو دوسری انتہا نے جنم لیا۔[4] اللہ تعالیٰ کو عقل انسانی کے ہر دم بدلتے مزاج اور شعور انسانی کی محدود ہونے کا علم ہے۔ اس نے یہ پسند نہ کیا کہ انسانی عقل انسانی زندگی کے بنیادی تحفظات کو اپنی نئی نئی موشگافیوں سے نقصان پہنچاتی رہے۔ لہٰذا اس نے کامل مہربانی سے بنیادی جرائم کی سزائیں خود ہی واضح طور پر مقرر فرما کر ان کی تحدید و تشکیل فرمائی، اور کسی کو ان میں تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ چنانچہ اسلام کی مقرر کردہ ہر ایک سزا انسانی شرف کو بحال کرتی ہے معاشرہ کو امن و سکون مہیا کرتی ہے، انسانی کردار کو تطہیر فکر و عمل عطا کرتی ہے، اور طبقاتی تقسیم اور استحصالی نظام سے ماوراء ہو کر ہر انسان کی جان، عقل، نسل، مال اور دین کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے۔ شریعت اسلامیہ کسی کو افراط و تفریط، طبقاتی اور استحصالی نظام پر مبنی قانون سازی کی تشکیل کی اجازت نہیں دیتی، بلکہ عدل و انصاف کا قیام انبیاء کی بعثت کا بنیادی مقصد قرار دیتی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں قرآن کریم اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو مفصل بیان اور دلائل کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ان کے ساتھ باری تعالیٰ نے احکام و شرائع سے لبریز کتاب نازل فرمائی، اور عدل و انصاف کے قیام کے لیے میزان نازل کیا اور لوہا نازل فرمایا[5]۔ گویا کہ کتاب قوت قانونیہ کی نمائندہ ہے، قیام عدل قوت عدلیہ اور قضائیہ کا نمائندہ ہے اور لوہا آخری اختیار ہے جو کہ قوت تنفیذیہ کا نمائندہ ہے۔ پھر سنت نبویؐ کے مخصوص ابواب قرآن کی تفسیر (بابت عقوبات جنائیہ) بیان کرتی ہیں۔ پھر اس کے بعد عدل و انصاف کے قیام کے لیے کچھ عقوبات کی تحدید اجماع امت اور نصوص شرعیہ کی بنیاد پر قائم قیاس بھی عقوبات کی تحدید و تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے۔[6] واضح رہے کہ فوجداری قوانین میں قیاس کی حیثیت تشریعی مصدر کی نہیں ہے بلکہ تفسیری مصدر کی ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے پیش نظر مقالہ عقوبات جنائیہ حدود، قصاص اور تعزیرات کی تحدید و تشکیل میں ادلہ اربعہ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کے کردار کا علمی جائزہ پیش کرتا ہے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

زیرِ بحث موضوع پر اس سے پہلے تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔ تاہم اسلامی فوجداری قانون پر متعدد کتب موجود ہیں لیکن ان میں زیر بحث موضوع کا جزوی طور پر ذکر ہے یا منتشر مواد کی صورت میں ہے یا لمبی چھوڑی فقہی مباحث ہیں جو کہ قاری کے فہم میں مخل ہیں۔ اور ان میں عقوبات جنائیہ کی تحدید اور تشکیل میں ادلہ اربعہ کے کردار کی حیثیت سے موضوعات کو زیر بحث نہیں لایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ زیرِ نظر تحقیق افادیت کے اعتبار سے منفرد ہو گی اور اسلامی فوجداری قوانین کے ذخیرہ کتب میں ایک مفید اضافہ ہو گا۔

لفظ "عقوبۃ" کی لغوی تحقیق

مادہ "ع، ق، ب" سے لفظ "العقوبۃ" ماخوذ ہے اور یہ مفرد ہے اور اس کا لفظی معنیٰ ہے برائی اور شر کا بدلہ اور اس کی جمع "العقوبات" ہے۔ جب کہ اسی مادے سے لفظ "عاقبۃ" بھی ہے جو کہ اچھے بدلے، بہتر انجام اور خاتمہ کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ "عقب" کا معنی ہے "تأخير شيء"، تو "عقوبة" کا وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ یہ جرم اور گناہ کے بعد اور آخر میں ہوتا ہے۔ اسی طرح "عاقبة" یعنی بہتر انجام، خاتمہ اور اچھا بدلہ بھی نیک عمل کے بعد ملتا ہے۔ تو لفظ "عقاب" اور لفظ "عقوبة" "جزاء بالشر" کے لیے استعمال ہوتا ہے، جب کہ لفظ "العاقبة" "جزاء بالخير" کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (7)

لفظ "عقوبۃ" کی اصطلاحی تحقیق

واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ میں جو شخص شارع کے مشروع کردہ احکام کی مخالفت کرے، اس کو جو سزاء دی جاتی ہے، فقہاء کرام اس کو لفظ "العقوبة" سے تعبیر کرتے ہیں۔ تاہم متقدمین فقہاء لفظ "عقوبة" کا استعمال جنایات کے ابواب میں کرتے ہیں، اور اس کے لیے مستقل عنوان دے کر الگ باب قائم نہیں کرتے، بلکہ اس کے لیے قصاص، حدود اور تعزیر کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

متقدمین فقہاء کرام کے نزدیک لفظ "العقوبۃ" کا مفہوم

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (م 450ھ)[8] نے حدود کی تعریف کے ضمن میں لفظ "عقوبۃ" کی وضاحت ان الفاظ کے ساتھ کی ہے کہ: "والحدود زواجر وضعها الله تعالى للردع عن ارتكاب ما حظر وترك ما أمر به"۔[9] **ترجمہ:** حدود سے مراد وہ زواجر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ممنوع کے ارتکاب اور مامور کے ترک کرنے پر رکھی ہیں۔

علامہ ابن الہمام الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (م 861ھ)[10] لفظ "العقوبة" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "موانع قبل الفعل زواجر بعده أي أن العلم بشرعيتها يمنع الإقدام على الفعل وإيقاعها بعده يمنع من العود إليه"۔[11] **ترجمہ:** عقوبۃ سے ارتکاب جرم سے پہلے کے موانع جو اقدام جرم کے بعد کے زواجر ہیں مراد ہیں۔ یعنی ان موانع کی قانونی حیثیت کا علم ارتکاب جرم سے روکتا ہے اور ان زواجر کا جرم کے بعد وقوع دوبارہ ارتکاب جرم کو روکتا ہے"۔

معاصر فقہاء کرام کے نزدیک لفظ "العقوبۃ" کا مفہوم

عبد القادر عودہ شہید رحمۃ اللہ علیہ (م 1374ھ)[12] "عقوبة" کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "الجزاء المقرر لمصلحة الجماعة على عصيان أمر الشارع"۔[13] **ترجمہ:** "عقوبۃ وہ بدلہ ہے جو شارع کی نافرمانی کرنے پر اجتماعی مفاد کی خاطر مقرر کیا گیا ہو"۔

أحمد فتحي بهنسي(14) "العقوبۃ" کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "جزاء وضعه الشارع للردع عن ارتكاب ما نهى عنه وترك ما أمر به، فهي جزاء مادي مفروض سلفا يجعل المكلّف يحجم عن ارتكاب الجريمة"۔(15)

ترجمہ: "عقوبۃ وہ بدلہ ہے جو شارع کے منع کردہ کاموں کے ارتکاب اور مامور بہ کے ترک پر مقرر کیا گیا ہو۔ یہ ایک مادی بدلہ ہے جو مکلف کو جرم سے باز رکھنے کے لیے پہلے سے فرض کیا گیا ہے"۔

متقدمین اور معاصر فقہاء کرام کی تعریفات کا موازنہ

متقدمین اور معاصر فقہاء کرام کی تعریفات کے موازنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ معاصر فقہاء کرام کی تعریفات ماہیت عقوبۃ کی زیادہ قریب ہیں۔ کیونکہ متقدمین فقہاء کرام نے عقوبات کے لیے حدود، قصاص اور تعزیرات کا ذکر غالب طور پر کیا ہے۔ جب کہ معاصر فقہاء العقوبات کے عنوان سے مستقل طور اس کا ذکر کرتے ہیں۔ تاہم عمومی معنیٰ کے اعتبار سے اس پر اتفاق ہے کہ "العقوبۃ" سے مراد وہ بدلہ ہے جس میں شارع کے حکم کی مخالفت کی بناء پر مجرم کو تکلیف دی جائے۔ مذکورہ تمام تعریفات کو ملحوظ رکھتے ہوئے "العقوبة" کا اصطلاحی مفہوم یہ بیان کیا جاسکتا ہے کہ ممانعت شارع کی مخالفت اور اعتداء کی بنیاد پر مجرم کو بطور زجر و توبیخ دی جانے والی تکلیف جو کہ دوسرے لوگوں کو ارتکاب جرم سے روکنے کا سبب ہو، تاکہ معاشرے میں جرم کا وقوع دوبارہ نہ ہو۔

عقوبات کی اقسام

عقوبات کی دو قسمیں ہیں: ایک عقوبات بہ اعتبار جرائم اور یہ تین ہیں: قصاص، حدود، اور تعزیرات۔ جب کہ دوسری قسم عقوبات بہ اعتبار ذات ہیں اور ان کی چار قسمیں ہیں: عقوبات اصلیہ، عقوبات بدلیہ، عقوبات تبعیہ اور عقوبات تکمیلیہ۔

عقوبات بہ اعتبار جرائم

پہلی قسم القصاص: اس کا لفظی معنیٰ مماثلت اور مساوات کے آتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ " اقتص من عدوہ" اور یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب دشمن کے ساتھ وہی کیا جائے جو اس نے کیا ہوتا ہے۔ اور اس کی اصل "قص" ہے۔ اور اس کا معنیٰ ہے کسی شئے کے پیچھے لگنا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ "اقتصصت الاثر "اور یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی کسی کا پیچھا کرے۔ اور اس سے مراد "القود" ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مجرم کو اس کے جرم کی مثل قتل کے بدلے قتل اور زخم کے بدلے زخم پہنچانا۔(16)

قصاص کا اصطلاحی معنیٰ: "والقصاص في الاصطلاح الشرعي هو عقوبة مقدرة من الشارع وجبت حقا للعبد أو للأفراد أو المجنى عليه أو أوليائه، وهو أن يفعل بالجاني مثل فعْله بالمجنى عليه؛ أصلها حق المقتول وينتقل الحق إلى الورثة. ومعنى أنها مقدرة أنها ذات حدّ واحد فليس لها حدّ أعلى وحدّ أدنى، أما معنى أنها حق للأفراد فإن للمجنى عليه أو أوليائه أن يعفو عنها إذا شاء"۔(17) **ترجمہ:** "قصاص شرعی اصطلاح میں شارع کی طرف سے مقرر کردہ سزا جو کسی

بندے، افراد، مجنی علیہ یا اس کے اولیاء کے حق کے لیے عائد کی گئی ہو۔ جس میں مجرم کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا ہے جو اس نے کیا ہے۔ یہ در اصل مقتول کا حق ہے جو ورثاء کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ مقدر ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی ایک حد مقرر ہے جس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی جاسکتی۔ افراد کا حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مجنیٰ علیہ یا اس کے اولیاء اگر چاہیں تو اسے معاف کر سکتے ہیں"۔

قصاص کی تحدید و تشکیل میں قرآن و سنت کا کردار

واضح رہے کہ اسلامی فوجداری قوانین کے ماخذ چار ہیں، البتہ اس حوالے سے فقہاء کرام کے درمیان اختلاف بھی پایا جاتا ہے، پہلے تین یعنی قرآن، سنت اور اجماع متفق علیہ ہیں، جب کہ قیاس کو بعض فقہاء کرام جرائم اور عقوبات کے اثبات میں بطورِ ماخذ تسلیم نہیں کرتے۔[18] یہ بھی واضح رہے کہ قرآن و سنت سے احکام شرعیہ کلیہ کا اثبات ہوتا ہے۔ جب کہ اجماع اور قیاس سے نئے احکام شرعیہ کلیہ کا اثبات نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ قرآن و سنت سے فروعی احکام کے استنباط کے ذرائع ہیں۔ اور یہ اس وقت معتبر ہیں جب قرآن و سنت کے خلاف نہ ہوں بلکہ ان سے مستفاد ہوں۔

شریعت اسلامیہ کا پہلا ماخذ قرآن کریم ہے اور اس کے تمام نصوص قطعی ہیں۔ تاہم ان نصوص کی اپنی معانی پر دلالت کبھی قطعی ہوتی ہے اور کبھی ظنی ہوتی ہے۔ اگر نص کی دلالت اپنے معنیٰ پر اس طریقے سے ہو کہ اس میں تاویل کی گنجائش نہ رہے تو یہ دلات قطعیہ ہے اور تاویل کی گنجائش برقرار رہے، تو یہ دلالت ظنیہ ہے۔

قرآن اور سزائے قصاص: قتل عمد کی صورت میں قرآن کریم میں باری تعالیٰ نے قصاص کی تحدید و تشکیل کرتے ہوئے فرمایا کہ:"يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص في القتلى الحر بالحر والعبد بالعبد والأنثى بالأنثى فمن عفي له من أخيه شيء فاتباع بالمعروف وأداء إليه بإحسان ذلك تخفيف من ربكم ورحمة فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب أليم"۔[19] **ترجمہ:**" اے ایمان والو! جو لوگ (جان بوجھ کر ناحق) قتل کر دیئے جائیں ان کے بارے میں تم پر قصاص (کا حکم) فرض کر دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت (ہی کو قتل کیا جائے)، پھر اگر قاتل کو اس کے بھائی) یعنی مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے تو معروف طریقے کے مطابق (خوں بہا کا) مطالبہ کرنا (وارث کا) حق ہے، اور اسے خوش اسلوبی سے ادا کرنا (قاتل کا) فرض ہے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک آسانی پیدا کی گئی ہے اور ایک رحمت ہے، اس کے بعد بھی کوئی زیادتی کرے تو وہ دردناک عذاب کا مستحق ہے"۔

اس کے بعد مزید فرمایا کہ: "ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لوليه سلطانا فلا يسرف في القتل إنه كان منصورا"۔[20] **ترجمہ:**" اور جس جان کو اللہ نے حرمت عطا کی ہے، اسے قتل نہ کرو، الا یہ کہ تمہیں (شرعاً) اس کا حق پہنچتا ہو۔ اور جو شخص مظلومانہ طور پر قتل ہو جائے تو ہم نے اس کے ولی کو (قصاص کا) اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اس پر لازم ہے کہ وہ قتل کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ یقیناً وہ اس لائق ہے کہ اس کی مدد کی جائے"۔

اسی طرح زخموں کے قصاص کی تحدید و تشکیل کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے فرمایا کہ:"أن النفس بالنفس والعين بالعين والأنف بالأنف والأذن بالأذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له"۔[21] **ترجمہ:** "کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت۔ اور زخموں کا بھی (اسی طرح) بدلہ لیا جائے۔ ہاں جو شخص اس (بدلے) کو معاف کردے تو یہ اس کے لیے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ ظالم ہیں"۔ اور فرمایا کہ:"وإن عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين"۔[22] **ترجمہ:** "اور اگر تم لوگ (کسی کے ظلم کا) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی۔ اور اگر صبر ہی کرلو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے"۔

مذکورہ قرآنی نصوص سے سزائے قصاص کا قانون بالکل واضح ہے۔ اور ان میں اولیاء مقتول کو اور متاثرہ شخص یعنی مجنی علیہ کو معافی کا حق بھی دیا گیا ہے۔ لیکن اولیاء مقتول اور مجنیٰ علیہ کو سزاء دیتے وقت متنبہ کیا گیا ہے کہ مجرم پر اعتداء نہ کی جائے، ورنہ قصاص منتفی ہو جائے گا۔ ان آیات مبارکہ کی روشنی میں وہ تمام فوجداری قوانین جو ظلم پر مبنی ہیں مردود ہیں، جیسے مجرم کو چھوڑ کر اس کی جگہ اس کے کسی اور رشتہ دار کو قتل کرنا، جیسے حمورابی فوجداری قوانین میں عمارت گرنے کی وجہ سے اگر مالک کا بیٹا ہلاک ہو جائے، تو معمار کے بیٹے کو اس کے بدلے میں قتل کرنا[23]۔ یا ایک قتل کے بدلے متعدد افراد کو قتل کرنا یا مجرم کو قتل کرنے کے بعد اس کا مثلہ کرنا۔ اسی طرح ذات پات اور معاشرتی اور مذہبی سٹیٹس کی بنیاد پر قانون عدل وانصاف کی تشریح میں طبقاتی تقسیم قائم کرکے اثر ورسوخ کے حامل افراد کو سزاء سے مستثنیٰ قرار دینا جیسے کہ ہندومت میں ہے،[24] یا سزائے موت کو ختم کردینا یا عمر بھر قید میں تبدیل کردینا، جیسے کہ عالمی انسانی حقوق کے قوانین میں ہے۔[25] یہ تمام صورتیں اور قوانین معنیٰ قصاص اور"ولكم في القصاص حيوة يأولي الألباب"[26] کے منافی ہیں۔

قتل خطاء کے بارے میں قرآن کریم میں باری تعالیٰ نے دیت کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ:" وما كان لمؤمن أن يقتل مؤمنا إلا خطأ ومن قتل مؤمنا خطأ فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلمة إلى أهله إلا أن يصدقوا فإن كان من قوم عدو لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة وإن كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلمة إلى أهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله وكان الله عليما حكيما"۔[27] **ترجمہ:** "کسی مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کو قتل کرے، الا یہ کہ غلطی سے ایسا ہو جائے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر بیٹھے تو اس پر فرض ہے کہ وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور دیت (یعنی خون بہا) مقتول کے وارثوں کو پہنچائے، الا یہ کہ وہ معاف کردیں۔ اور اگر مقتول کسی ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہو جو تمہاری دشمن ہے، مگر وہ خود مسلمان ہو تو بس ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا فرض ہے، (خون بہا دینا واجب نہیں)۔ اور اگر مقتول ان لوگوں میں سے ہو جو (مسلمان نہیں، مگر) ان کے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ ہے تو بھی یہ فرض ہے کہ خوں بہا اس کے وارثوں تک پہنچایا جائے، اور ایک مسلمان غلام کو آزاد

کیا جائے۔ ہاں اگر کسی کے پاس غلام نہ ہو تو اس پر فرض ہے کہ دو مہینے تک مسلسل روزے رکھے۔ یہ توبہ کا طریقہ ہے جو اللہ نے مقرر کیا ہے، اور اللہ علیم و حکیم ہے"۔

سنت اور سزائے قصاص: قرآن کریم کے بعد شریعت اسلامیہ کا دوسرا ماخذ سنت نبویؐ ہے۔ چنانچہ قتل عمد کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ: "من قتل مؤمنا متعمدا دفع إلى أولياء المقتول، فإن شاءوا قتلوا، وإن شاءوا أخذوا الدية"۔[28]

ترجمہ: "جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے گا، اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور چاہیں تو اس سے دیت لیں"۔

دوسری روایت قتل عمد اور شبہ عمد کے بارے میں ہے کہ: "عن ابن عباس، رفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قتل في عمية أو عصبية بحجر أو سوط أو عصا فعليه عقل الخطأ، ومن قتل عمدا فهو قود، ومن حال بينه وبينه فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل منه صرف ولا عدل"۔[29] **ترجمہ:** عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کسی ہنگامے یا بلوے میں کسی پتھر، کوڑے یا ڈنڈے سے مارا جائے تو اس کی دیت وہی ہے جو قتل خطا کی ہے، اور جس نے جان بوجھ کر مارا تو اس میں قصاص ہے اور جو کوئی اس کے اور اس کے (قصاص اور قاتل) کے درمیان حائل ہو گا تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس کا نہ فرض قبول ہو گا نہ کوئی نفل"۔

تیسری روایت شبہ عمد اور اس کی دیت کے بارے میں ہے کہ: "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الخطأ شبه العمد يعني بالعصا والسوط مائة من الإبل، منها أربعون في بطونها أولاده"۔[30] **ترجمہ:** "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ڈنڈے یا کوڑے سے غلطی سے قتل ہو جانا شبہ عمد کی طرح ہے، اس میں سو اونٹ کی دیت ہو گی جن میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں"۔

چوتھی روایت زخموں کے قصاص کے بارے میں صحیح بخاری میں ہے کہ: "عن أنس رضي الله عنه «أن ابنة النضر لطمت جارية فكسرت ثنيتها، فأتوا النبي صلى الله عليه وسلم فأمر بالقصاص"۔[31] **ترجمہ:** "انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا تھا اور اس کے دانت ٹوٹ گئے تھے۔ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس مقدمہ لائے تو نبی کریم ﷺ نے قصاص کا حکم دیا"۔ اور یہی روایت شرح معانی الآثار میں بھی ہے جس میں عفو کا بھی ذکر ہے۔[32]

دوسری قسم حدود: لغوی معنیٰ کے اعتبار سے لفظ حد کا مادہ "ح، د، د" ہے۔ اور یہ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے الفصل، المنع، الحاجز اور تميز الشئی عن الشئی۔[33] اور فقہاء کرام کی اصطلاح میں حدود سے مراد اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ وہ سزائیں ہیں جو حق اللہ کے طور پر مقرر ہوں۔ تعزیر اس سے خارج ہے اس لیے کہ وہ متعین نہیں ہے اور قصاص بھی اس سے خارج ہے اس لیے کہ وہ بطور حق العبد ہے۔ چنانچہ المبسوط میں ہے کہ: "الحد: اسم لعقوبة مقدرة تجب حقا لله

تعالى ولهذا لا يسمى به التعزير؛ لأنه غير مقدر ولا يسمى به القصاص؛ لأنه حق العباد''۔[34] **ترجمہ:** "حد سے مراد وہ متعین سزا ہے جو بطورِ حق اللہ واجب ہوتی ہے، اسی وجہ سے اس کو تعزیر کا نام نہیں دیا جاسکتا کیونکہ تعزیر متعین نہیں ہے۔ اور اس کو قصاص کا نام بھی نہیں دیا جاسکتا کیونکہ قصاص حق العباد ہے"۔

فقہاء احناف کے نزدیک قابل حد جرائم پانچ ہیں: حد زنا، حد قذف، حد سرقہ، حد حرابہ اور حد شرب خمر۔ اور جمہور فقہاء کرام چونکہ قصاص، بغاوت اور ارتداد کو بھی حدود میں شمار کرتے ہیں، اس لیے ان کے نزدیک قابل حد جرائم آٹھ ہیں۔[35]

واضح رہے کہ حد شرب خمر اور شادی شدہ زانی کی سزاء کے علاوہ باقی جرائم کی سزائیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ سنگساری کی سزا احادیث[36] سے جب کہ حد شرب خمر کی سزاء حدیث اور اجماع صحابہ دونوں سے ثابت ہے۔[37]

قرآن کریم میں حد زنا: ''الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة ولا تأخذكم بهما رأفة في دين الله إن كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر وليشهد عذابهما طائفة من المؤمنين ''۔[38] **ترجمہ:** "زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد دونوں کو سو سو کوڑے لگائے، اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، تو اللہ کے دین کے معاملے میں ان پر ترس کھانے کا کوئی جذبہ تم پر غالب نہ آئے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ مومنوں کا ایک مجمع ان کی سزا کو کھلی آنکھوں دیکھے"۔

قرآن کریم میں حد قذف: "والذين يرمون المحصنٰت ثم لم يأتوا بأربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة أبدا وأولئك هم الفسقون''۔[39] **ترجمہ:** "اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود فاسق ہیں"۔

قرآن کریم میں حد سرقہ: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما جزاء بما كسبا نكالا من الله والله عزيز حكيم"۔[40] **ترجمہ:** "اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، تاکہ ان کو اپنے کیے کا بدلہ ملے، اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہو۔ اور اللہ صاحب اقتدار بھی ہے، صاحب حکمت بھی"۔

قرآن کریم میں حد حرابہ: ''إِنَّمَا جَزاءُ الَّذِينَ يُحارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَساداً أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذابٌ عَظِيمٌ''۔[41] **ترجمہ:** "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، یا سولی پر چڑھا دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں، یا انہیں زمین سے دور کر دیا جائے یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے، اور آخرت میں ان کے لیے زبردست عذاب ہے"۔

سنت میں شادی شدہ زانی کی سزاء: ''عن عبادة بن الصامت، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «خذوا عني، خذوا عني، قد جعل الله لهن سبيلا، البكر بالبكر جلد مائة ونفي سنة، والثيب بالثيب جلد مائة، والرجم''۔[42] **ترجمہ:** "حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے فرمایا مجھ سے حاصل کر لو مجھ سے حاصل کر لو۔

تحقیق اللہ نے عورتوں کے لئے راستہ بنایا ہے کنوارا مرد کنواری عورت سے جو زنا کرنے والا ہو تو ان کو سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے ملک بدر کرو (مصلحت کے تحت) اور شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو سو کوڑے مارو اور رجم یعنی سنگسار کرو"۔

سنت اور اجماع صحابہ میں شرب خمر کی سزاء: "عبد الله بن عبد الرحمن بن أزهر , عن أبيه , أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتي بشارب خمر وهو بحنين فحثى في وجهه التراب , ثم أمر أصحابه فضربوه بنعالهم وبما كان في أيديهم , فقال لهم: «ارفعوه» فرفعوه , فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وتلك السنة. ثم جلد أبو بكر في الخمر أربعين , ثم جلد عمر أربعين صدرا من إمارته , ثم جلد ثمانين في آخر ولايته , ثم جلد عثمان الحدين جميعا ثمانين وأربعين , ثم أثبت معاوية الجلد ثمانين"۔[43] **ترجمہ:** "عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ازہر، اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی، نبی کریم ﷺ اس وقت حنین میں موجود تھے آپ نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے جوتوں اور ہاتھ میں جو چیز بھی ہے اس ک ذریعہ اس شخص کی پٹائی کریں یہاں تک کہ (کچھ دیر کے بعد) نبی کریم ﷺ نے انھیں فرمایا: اب بس کرو، تو وہ لوگ رک گئے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال تک (شرابی کو سزا دینے کا) یہی طریقہ رہا اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے شراب پینے کی سزا میں چالیس کوڑے لگوائے، حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت کے ابتدائی حصہ میں چالیس کوڑے لگوائے اور آخری حصہ میں اسی کوڑے لگوانا شروع کر دیے، پھر حضرت عثمان نے (اپنے عہد خلافت میں) دونوں طرح کی سزا دی، لیکن حضرت معاویہؓ نے (اپنے عہد خلافت میں) اسی کوڑوں کو برقرار رکھا"۔

قرآن وسنت میں ارتداد کی سزاء: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "انماجزاء الذين يحاربون اللّٰہ ورسولہ ويسعون فى الارض فسادًا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايدیہم وارجلہم من خلاف او ينفوا من الارض ذلک لہم خزى فى الدنيا ولہم فى الآخرة عذاب عظيم"۔[44] **ترجمہ:** " جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، یا سولی پر چڑھا دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں، یا انہیں زمین سے دور کر دیا جائے یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے، اور آخرت میں ان کے لیے زبردست عذاب ہے "۔

اس آیت کے ذیل میں مفسرین و محدثین نے عکل و عرینہ کے ان لوگوں کا واقعہ لکھا ہے[45] جو اسلام لائے تھے، مگر مدینہ منورہ کی آب وہوا ان کو راس نہ آئی تو ان کی شکایت پر نبی کریم ﷺ نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے ساتھ بھیج دیا، جہاں وہ انکا دودھ وغیرہ پیتے رہے، جب وہ ٹھیک ہوگئے تو مرتد ہوگئے اور اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر کے صدقہ کے اونٹ بھگا لے گئے، جب مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سیدھے ہاتھ اور اُلٹے پاؤں کاٹ دیئے اور وہ حرہ میں ڈال دیئے گئے، پانی مانگتے رہے، مگر ان کو پانی تک نہ دیا، یہاں تک کہ وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ اسی لئے امام بخاریؒ نے اس آیت کے تحت باب بھی اسی انداز کا

قائم فرمایا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ چونکہ مرتد اور محارب تھے، اس لئے ان کو قتل کیا گیا، چنانچہ امام بخاری ؒ کے الفاظ ہیں "باب لم یسق المرتدون المحاربون حتی ماتوا" ترجمہ: یہ باب ہے کہ آپ ﷺ نے مرتد محاربین کو پانی نہیں پلایا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔[46]

اگرچہ امام بخاری ؒ کے علاوہ دوسرے ائمہ کرام اس کے قائل ہیں کہ محارب جیسے کفار ہو سکتے ہیں، ویسے مسلمان بھی ہو سکتے ہیں، لیکن اتنی بات واضح ہے کہ اس آیت کی روشنی میں ایسے لوگ جو مرتد ہو جائیں، اور اللہ و رسول سے محاربہ کریں، وہ واجب القتل ہیں۔ البتہ اگر مرتد ہونے والی خاتون ہو تو اس کو گرفتار کر کے جیل میں قید رکھا جائے گا، اگر اس کے شبہات ہوں تو دور کئے جائیں گے، اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر توبہ کرلے تو فبہا، ورنہ اس کو عمر بھر قید میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کر لے یا حالت قید میں مر جائے۔[47]

سزائے مرتد کے سلسلہ میں صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری کتب میں نبی کریم ﷺ کے متعدد ارشادات اور حضرات صحابہ کرام ؓ کا عمل بھی منقول ہے، چنانچہ روایت ہے کہ: "عن عکرمة قال: اتی علی رضی اللّٰہ عنہ بزنادقة فاحرقھم، فبلغ ذلک ابن عباس، فقال: لوکنت انا لم احرقھم لنھی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تعذبوا بعذاب اللّٰہ، ولقتلتھم لقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من بدّل دینہ فاقتلوہ"۔[48] ترجمہ: "حضرت عکرمہ ؒ سے روایت ہے کہ حضرت علی ؓ کے پاس چند زندیق لائے گئے تو انھوں نے ان کو آگ میں جلادیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب یہ قصہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا، اس لئے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ایسا عذاب نہ دو جو اللہ تعالیٰ (جہنم میں) دیں گے، میں ان کو آنحضرت ﷺ کے ارشاد: "جو شخص دین تبدیل کرے، اس کو قتل کردو" کے تحت قتل کر دیتا"۔

تیسری قسم تعزیری سزاء: تعزیر بمعنی "تادیب" ہے، تعزیری جرائم وہ جرائم ہیں، جن کی شریعت نے کوئی متعین سزا مقرر نہیں کی ہے۔ البتہ ان جرائم کے لئے سزاؤں کا ایک مجموعہ شریعت نے مقرر کیا ہے، جو ہلکی سزاؤں سے شروع ہو کر زیادہ سخت سزاؤں تک پہنچتا ہے۔ اب مجرم کو کون سی سزا دینی ہے، اس کا اختیار شریعت نے قاضی کی رائے پر چھوڑ رکھا ہے، جو جرم سے متعلق کوائف اور مجرم کی حالت کو دیکھتے ہوئے ان سزاؤں کے مجموعہ میں سے کوئی مناسب سزا تجویز کرتا ہے۔ تعزیراتی جرائم غیر محدود ہیں، اور ان کی تحدید ممکن بھی نہیں۔ البتہ کچھ تعزیری جرائم ایسے ہیں، جن کا ذکر نصوص شرعیہ میں آیا ہے، ایسے جرائم ہر وقت جرائم متصور کیے جاتے ہیں۔ جیسے: سود، گالم گلوچ، رشوت ستانی وغیرہ۔ ان کے علاوہ جو غیر منصوص تعزیری جرائم ہیں، ان کو جرم قرار دینا اربابِ اقتدار کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ مگر اس بابت انہیں کھلی چھوٹ نہیں دی گئی، بلکہ یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ کسی فعل کو تعزیری جرم قرار دیا جانا لازماً جماعت کی صورتِ حال اور اس کی تنظیم کے مطابق ہو اور اس میں اس کے مفاد کا دفاع اور عمومی نظم کا تحفظ ملحوظ ہو اور یہ کہ وہ شرعی دفعات اور شریعت کے عمومی اصولوں کے برخلاف نہ ہو۔

واضح رہے کہ حدود و قصاص کی سزائیں شریعت اسلامیہ میں متعین ہیں اور ان میں حاکم کو کمی بیشی کا اختیار حاصل نہیں ہے، جب کہ تعزیری سزائیں حاکم کی صوابدید پر ہیں اور ان میں کمی بیش ہو سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تعزیری سزاء کم از کم مقررہ حد سے بڑھنے نہ پائے۔ اور کم از کم حد چالیس کوڑے شرب خمر اور حد قذف جو غلام کو لگائی جاتی ہے، بلکہ اس سے ایک کوڑا کم لگایا جائے تاکہ حد کی مقدار تک نہ پہنچے۔[49]

عقوبات بہ اعتبار ذات

عقوبات اصلیہ: " هي العقوبة المقدرة شرعا لكل جريمة منها كقصاص من القاتل عمدا، والدية من القاتل شبه العمد، والرجم للزاني المحصن، وقطع اليد للسارق والسارقة"۔[50] **ترجمہ:** سزائے اصلی سے مراد ہر جرم کے لیے شریعت کی طرف سے مقرر کی گئی سزا ہے، جیسے قتل عمد میں قاتل سے قصاص لینا، قتل شبہ عمد میں قاتل سے دیت وصول کرنا، شادی شدہ زانی کے لیے سنگساری کی سزاء، اور چور مرد اور عورت کا ہاتھ کاٹنا۔

واضح رہے کہ ادلہ اربعہ میں سے قتل عمد میں قصاص کی سزاء اور چوری کی سزاء ہاتھ کاٹنا قرآن کریم سے ثابت ہے ۔[51] جب کہ شبہ عمد کے لیے دیت کی سزاء اور شادی شدہ زانی کی سزاء یعنی سنگسار کرنا سنت سے ثابت ہے۔[52]

عقوبات بدلیہ: "هي العقوبة التي تحل محل عقوبة أصلية إذا امتنع تطبيق العقوبة الأصلية بسبب شرعي مثل الدية إذا سقط القصاص، والتعزير إذا سقط الحدّ".[53] **ترجمہ:** یہ وہ سزاء ہے جو سزائے اصلی کی جگہ لے لیتی ہے بشرطیکہ کسی سبب شرعی کی وجہ سے سزاء اصلی کی تنفیذ ممتنع ہو جائے، جیسے قصاص جب کسی ممتنع کی وجہ سے ساقط ہو جائے، تو اس کی جگہ دیت لے لیتی ہے اور حد جب ممتنع ہو جائے، تو اس کی جگہ تعزیر لے لیتی ہے۔

واضح رہے کہ اگر استیفاء قصاص ممکن نہ ہو، تو قصاص ممتنع ہو جاتا ہے، کیونکہ قصاص مماثلت کے اصول پر قائم ہے۔ اور استیفاءِ مثل بغیر امکان کے نہیں ہو سکتا، اس لئے استیفاء ممتنع ہو جائے گا، مثلاً مجنیٰ علیہ کے سیدھے ہاتھ کے اگر انگوٹھے کا یک پور پہلے سے کٹا ہوا ہو، اور مجرم دوسرا پور بھی کاٹ دے، تو اگر مجرم کا انگوٹھا سالم ہو، تو قصاص لینا ممکن نہیں ہے، کیونکہ قصاص کا مطلب یہ ہو گا کہ مجنیٰ علیہ کے ایک پور کے بدلے میں مجرم کے دو پور کٹ جائیں، جن میں مماثلت موجود نہیں ہے۔ اس لئے قصاص کے استیفاء کے متعذر ہونے کی بناء پر قصاص نہیں لیا جائے گا، بلکہ مجنیٰ علیہ کو دیت دلوائی جائے گی۔[54]

عقوبات تبعیہ: "هي العقوبة التي تصيب الجاني بناء على الحكم بالعقوبة الأصلية ودون حاجة للحكم بالعقوبة التبعية، ومثلها حرمان القاتل من الميراث"۔[55] **ترجمہ:** یہ وہ سزا ہے جو مجرم کو اصلی سزا کے حکم کی بنیاد پر دی جاتی ہے اور (مستقل طور پر) ذیلی سزا کے حکم کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور اس کی مثال قاتل کی وراثت سے محرومی ہے۔

تبعی سزائیں دو ہیں: وراثت سے محرومی اور وصیت سے محرومی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ قتلِ عمد، شبہ عمد، خطاء اور جاری مجری الخطاء یہ تمام انواعِ قتل، قاتل کو درج ذیل شروط کے تحت میراث اور وصیت سے محروم کر دیتی ہیں:

پہلی شرط: قتل براہ راست ہو، اگر قتل بالسبب ہو، تو قاتل میراث سے محروم نہیں ہوگا اگرچہ قتلِ عمد ہو۔

دوسری شرط: قاتل عاقل اور بالغ ہو، صغیر اور مجنون محروم نہیں ہوں گے۔

تیسری شرط: قتلِ عمد اور قتل شبہ عمد ظلماً ہو، اگر قتل جائز ہے، جیسے اپنے نفس کے دفاع میں قتل کرنا، تو یہ قتل میراث سے مانع نہیں ہے۔

واضح رہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اگر ورثاءِ مقتول اجازت دیں، تو وصیت درست ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قاتل کے حق میں وصیت، ورثاء کی اجازت دینے کے باوجود بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ وصیت سے ممانعت کی وجہ قتل ہے، ورثاء کا مفاد نہیں ہے، اور ورثاء کی اجازت سے قتل کی وجہ ختم نہیں ہو سکتی۔[56]

عقوبات تکمیلیہ: "هي العقوبة التي تصيب الجاني بناء على الحكم بالعقوبة الأصلية بشرط أن يحكم بالعقوبة التكميلية. والعقوبة التكميلية تتفق مع العقوبة التبعية في أن كلتيهما مترتبة على حكم أصلي، ولكنهما تختلفان في أن العقوبة التبعية تقع دون حاجة لإصدار حكم خاص بها، أما العقوبة التكميلية فتستوجب صدور حكم بها ومثل العقوبة التكميلية تعليق يد السارق في رقبته بعد قطعها حتى يطلق سراحه فإن تعليق اليد مترتب على القطع ولكنه لا يجوز إلا إذا حكم به".[57] **ترجمہ:** تکمیلی سے مراد وہ سزاء ہے جو مجرم کو سزائے اصلی کے حکم کی بنیاد پر دی جاتی ہے، بشرطیکہ تکمیلی سزاء کا فیصلہ کیا جائے۔ اور سزائے تکمیلی سزائے تبعی کے ساتھ متفق ہے اس معنیٰ میں کہ یہ دونوں سزائیں حکم اصلی کی بنیاد پر دی جاتی ہیں۔ لیکن یہ دونوں اس معنیٰ میں مختلف ہیں کہ تبعی سزاء کے لیے مستقل طور پر کسی خاص عدالتی حکم کی ضرورت نہیں ہوتی، جب کہ سزائے تکمیلی کے لیے مستقل طور پر الگ عدالتی حکم کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد گردن میں لٹکانا۔ یہاں قطع ید سزائے اصلی ہے اور گردن میں لٹکانا یعنی تکمیلی سزاء اسی سزائے اصلی پر مرتب ہوتی ہے۔ لیکن یہ اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ اس کے لیے مستقل کوئی عدالتی حکم کا صدور نہ ہو۔

سزاء کا مقصد: سزاء کا مقصد فی ذاتہ مجرم کو اذیت پہنچانا نہیں ہے، بلکہ سزاء مقصود تک پہنچنے کا ایک وسیلہ ہے اور وہ مقصد اس کی اصلاح و تہذیب اور تطہیر ہے۔ اسی طرح معاشرے کو عبرت دلانا، جذبہ انتقام کی آگ کو بجھانا اور معاشرے کو جرائم و فساد سے محفوظ رکھنا بھی سزاء کا مقصد ہے۔[58]

قرآن و سنت اور اجماع سے ماخوذ فوجداری قوانین میں قیاس کا کردار: واضح رہے کہ قیاس مظہر للحکم ہے اور مثبت للحکم نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر قیاس کی حیثیت تشریعی نہیں ہے، بلکہ تفسیری ہے۔ اس سے کسی حکمِ شرعی کا اثبات نہیں ہوتا، بلکہ قرآن و سنت اور اجماع میں چھپے ہوئے کسی مسئلے کا حکم ظاہر کرتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی کمرے میں تین چیزیں پڑی ہوں اور دو مل جائیں اور ایک چیز اندھیرے، چھوٹا ہونے اور باریک پن کی وجہ سے تلاش کے باوجود نہ ملے۔ تو کوئی شخص اگر اس کی تلاش کے لیے ٹارچ کا سہارا لے لے، اور اس سے وہ کمرے کے کسی کونے میں مل جائے، تو اب یہاں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ چیز ٹارچ میں موجود تھی، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ یہ چیز باقی دو چیزوں کی طرح کمرے میں پڑی تھی، لیکن ٹارچ کی روشنی کی وجہ سے

وہ سامنے آئی۔ یہی مثال قیاس کی ہے کہ قیاس سے حکم کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ اظہار ہوتا ہے، اور اس کی حیثیت تشریعی نہیں ہے ،بلکہ تفسیری ہے۔ اس لیے قیاس کا اجراء قرآن و سنت اور اجماع تینوں میں ہوتا ہے۔

خلاصۃ البحث

اقوام عالم کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ قانون ساز ہمیشہ افراط و تفریط کے شکار رہے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ پسند نہ کیا کہ انسانی عقل انسانی زندگی کے بنیادی تحفظات کو اپنی نئی نئی موشگافیوں سے نقصان پہنچاتی رہے۔ لہٰذا اس نے کامل مہربانی سے بنیادی جرائم کی سزائیں خود ہی واضح طور پر مقرر فرماکر ان کی تحدید و تشکیل فرمائی۔ چنانچہ اس ضمن میں زیرِ نظر مقالہ تعارف موضوع، عقوبات کا مفہوم اور ان کی قسام اور عقوبات کی تحدید و تشکیل میں ادلہ اربعہ قرآن و سنت، اجماع اور قیاس کے کردار، خلاصۃ البحث اور نتائج البحث کی وضاحت کرتا ہے۔

نتائج البحث

1. شریعت اسلامیہ میں سزاء درحقیقت وہ زواجر ہیں جو شارع کے احکام کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے ہیں تاکہ وہ بذات خود اور دوسرے لوگ اسی طرح کے جرم کا مرتکب نہ ہوں۔
2. سزاء بظاہر اپنی تمام صورتوں اور شکلوں میں مجرم کو درد اور تکلیف میں مبتلا کرنا ہے، لیکن اثر اور نتیجے کے اعتبار سے یہ مجرم اور معاشرے کے لیے ایک رحمت اور ان کے مفاد میں ہے۔ سزاء کے طور پر ملنے والا درد اور تکلیف ہر انسان کو ارتکاب جرم سے روکتا ہے، جو کہ جرم روکنے کا مثبت ذریعہ ہے۔ اور یہی معاشرے کا عمومی مفاد ہے۔
3. سزاء دینے میں انصاف کو یقینی بنانا اسلامی فوجداری قانون کی اہم خوبیوں میں سے ہے۔ اس لیے شارع نے ہر جج کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ فیصلہ صادر کرے۔ اسی وجہ سے جج کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ سزاء کے اطلاق میں امیر اور غریب، طاقتور اور کمزور میں فرق کرے۔
4. اسلامی فوجداری قانون میں سزائیں سخت ہیں اور اس میں مجرم کو پہنچنے والی تکلیف بھی ہے، لیکن یہ انسانی وقار کے منافی نہیں ہیں۔ ایسے اعضاء جن کو سزاء کے طور پر تلف کرنے یا مارنے سے موت واقع ہوسکتی ہے، اسلامی فوجداری قانون ایسے اعضاء کو تلف کرنے یا مارنے سے منع کرتا ہے اور اس کی متبادل سزاء تجویز کرتا ہے۔
5. شریعت اسلامیہ میں عقوبات لوگوں کے مصالح کے لیے ہیں اور مفاسد کو دور کرنے کے لیے ہیں۔ کیونکہ ان سے مقصود لوگوں کے دین، مال، جان، عقل اور نسل کا تحفظ ہے۔ تو ان سزاء کی عدم تنفیذ ایک مفسدہ عظیمہ ہے۔
6. مختلف زمانوں میں انسانی وضع کردہ فوجداری قوانین افراط و تفریط پر مبنی ہیں۔ جب کہ اسلامی فوجداری قوانین عدل و انصاف اور معاشرے میں امن و امان کے قیام کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ہیں۔ اور ان قوانین کی تشکیل میں قرآن و سنت، اجماع اور قیاس کا اہم کردار ہے۔ اور ان کے کوڈ آف پروسیجر کی وضاحت فقہی کتب میں بالکل واضح طور پر موجود ہے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] سورۃ البقرۃ 2 : 49

[2] امداد صابری، قدیم ہندوستان کی تاریخ جرم و سزاء، طن (دہلی: بمبئی پریس سطن)' 1 : 47۔

[3] مسلم بن حجاج، القشیری (م 261ھ) المسند الصحیح المختصر، الطبعة الاولیٰ (بیروت: دار الکتب العلمیة' 1412ھ)' ، 29 - کتاب الحدود، 6 - باب رجم الیهود أهل الذمة في الزنیٰ' حدیث نمبر 26 - 1699 ۔

[4] چنانچہ علامہ وھبہ الزحیلی نے ایک عنوان قائم کیا ہے کہ: " مفاهيم عامة عن الجريمة وأوضاعها في العصر الحاضر بسبب غيبة الوازع الديني "ترجمہ: جرائم کے مفاہیم عامہ اور دینی موانع کے معدوم ہونے کی وجہ سے عصر حاضر میں جرائم کی صورت حال۔ اس کے ذیل میں متعدد ممالک میں جرائم کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔(وھبہ بن مصطفی، الزحیلی(م1436ھ) الفِقهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، الطبعة الرَّابعة (دمشق: دار الفکر، سطن)' 7 : 5288)۔

[5] سورۃ الحدید57 : 25

[6] عبد القادر عودۃ(م 1373ھ) التشريع الجنائي الإسلامي مقارناً بالقانون الوضعي، طن (قاهرة: دار الحديث' 1430ھ)' بذیل فقرۃ137، از جزء اول۔

[7] ابن فارس، أبو الحسين أحمد، القزويني (م395ھ) معجم مقاييس اللغة، طن (بیروت: دار الفکر 1399ھ) 'بذیل مادۃ" عقب" 4 : 77-. وابن منظور، أبو الفضل' جمال الدين محمد بن مكرم، الافريقي (م 711ھ)' لسان العرب، الطبعة الثالثة (بیروت: دار صادر 1414 ھ)' بذیل مادۃ"عقب" 1: 611 - 619.

[8] یہ علی بن محمد، ابو الحسن، الماوردی ہیں، 364 ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے، فقہاء شوافع کے محققین علماء میں سے ہیں، کثیر التصانیف ہیں، ادب الدنیا والدین، الاحکام السلطانیہ، النکت والعیون، الحاوی، نصیحۃ الملوک، تسہیل النظر، معرفۃ الفضائل اور الامثال والحکم وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔ 450 ہجری میں بغداد میں آپؒ کی وفات ہوئی۔(الذھبی، أبو عبد الله محمد بن أحمد (م748ھ)' میزان الاعتدال' الطبعة الأولی(بیروت: دار المعرفة 1382ھ)' 3 : 155۔ عبد الحي بن أحمد، أبو الفلاح'(م1089ھ)' شذرات الذهب' الطبعة الأولی'(بیروت: دار ابن کثیر1406ھ)' 5: 218۔

[9] علی بن محمد، ابو الحسن، الماوردی (م450ھ) الأحكام السلطانية، طن (قاهرة: دار الحديث' 1427ھ)' 1 : 325

[10] یہ محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید بن مسعود، السیواسی، السکندری، کمال الدین، ابن ہمام کے نام سے مشہور ہیں، 790 ہجری میں اسکندریہ میں پیدا ہوئے، اور ایک عرصے تک حلب میں رہے، علماء احناف میں سے ہیں، آپ کی بعض تصانیف: فتح القدیر فی شرح الہدایہ، التحریر فی اصول الفقہ، المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الأخرۃ اور زاد الفقیر وغیرہ ہیں، آپ کی وفات 861 ہجری میں قاہرہ میں ہوئی۔(محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي(م 902ھ)، الضوء اللامع، طن (بیروت: منشورات دار مکتبة الحیاۃ' سطن)' 8: 127۔ عبد الحی' شذرات الذھب 9: 437)

[11] محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (م861ھ)' فتح القدیر' طن (بیروت: دار الفکر سطن)' 5 : 212۔

[12] عبد القادر عودہ شہید رحمۃ اللہ علیہ بیسویں صدی کے عظیم اعلام میں سے ہیں۔ 1906ء میں مصر میں آپ کی ولادت ہوئی۔ قاہرہ میں لاء کالج سے 1930ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ مصری عدالتِ عظمیٰ میں جج کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ آپؒ فرانسیسی استعمار کے ان بڑے مخالفین میں سے تھے جنہیں بعد ازاں 1954ء میں سزائے موت دے دی گئی۔(احمد، الخلیل حامدی، اخوان المسلمون تاریخ دعوت، طن (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ سطن)' ص80 تا81

[13] عودہ، عبد القادر، التشریع الجنائی، بذیل فقرہ438، از جزء اول۔

[14] احمد فتحی بھنسی کی تصنیف کردہ کتب کے مقابلے میں ان کی زندگی کے بارے میں معلومات بہت کم ہیں۔ تاہم اتنا معلوم ہے کہ آپ مصری شہری ہیں اور شریعت اسلامیہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے اور آپ کی متعدد کتابیں ہیں، جن میں الحد والتعزير الموسوعة الابجدية - الفقه الجنائي في

الشریعۃ الاسلامیۃ-الدیۃ فی الاسلام-القانون الجنائی فی الشریعۃ الاسلامیۃ مشہور ہیں۔ اور قاہرہ کے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہے، اور یونیورسٹی آف سوڈان میں بھی پڑھاتے رہے۔ http://v- dated 09-09-2023 lr.blogspot.com/2013/07/blog-post_379.html

(15) بھنسی، احمد فتحی، الدکتور (تون) العقوبۃ فی الفقہ الاسلامی، الطبعۃ الخامسۃ (القاہرۃ: دار الشروق 1403ھ) 1 : 13 ۔

(16) ابن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، 5 : 11۔ عمر، احمد مختار (1424ھ)، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، الطبعۃ الأولى (القاہرۃ: عالم الکتب 1429ھ) 3: 1823.

(17) ابن سلیمان، الإمام شمس الدین أحمد (م 1428ھ) الإیضاح في شرح الإصلاح في الفقہ الحنفي، طن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ سطن) 2 :4. السید، یونس عبد القوی (1424ھ) الجریمۃ والعقاب في الفقہ الإسلامی، طن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ سطن) 1: 8.

(18) عبد القادر عودۃ، التشریع الجنائي، بذیل فقرۃ 137، از جزء اول۔

(19) سورۃ البقرۃ 2 : 178۔

(20) سورۃ بنی اسرائیل 17 : 33۔

(21) سورۃ المائدۃ 5 : 45۔

(22) سورۃ النحل 16 : 126۔

(23) مالک رام، حمورابی اور بابلی تہذیب و تمدن، طن، (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ سطن) ص 52

(24) امداد صابری، قدیم ہندوستان کی تاریخ جرم و سزاء، طن، (دہلی: بمبئی پریس سطن) 1 : 47۔

(25) https://www.amnesty.org/en/what-we-do/death-penalty/#:~:text=Amnesty%20International%20holds%20that%20the,by%20the%20UN%20in%201948. Dated: 10-09-2023.

.

(26) سورۃ البقرۃ 2 : 179۔

(27) سورۃ النسآء 4 : 92۔

(28) محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ الترمذی (م 279ھ) سنن الترمذی، الطبعۃ الثانیۃ (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي، 1395ھ) 14- أبواب الدیات، حدیث نمبر 1387 ۔

(29) عمر بن علی، سراج الدین، ابن الملقن (م 804ھ) البدر المنیر، الطبعۃ الاولیٰ (ریاض: دار الھجرۃ، 1425ھ) 8 : 409، 410۔

(30) احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمٰن، النسائی (م 303ھ) السنن الصغری، الطبعۃ الثانیۃ (حلب: مکتبۃ المطبوعات الإسلامیۃ، 1406ھ) 45- کتاب القسامۃ، حدیث نمبر 4800۔

(31) البخاری، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح، 64- کتاب الدیات، حدیث نمبر 6894۔

(32) الطحاوي أحمد بن محمد بن سلامۃ، أبو جعفر (م 321ھ) شرح معاني الآثار الطبعۃ: الأولیٰ (القاہرۃ: عالم الکتب 1414ھ)، کتاب الجنایات، باب ما یجب في قتل العمد وجراح العمد، حدیث نمبر 4996۔

(33) ابن منظور، لسان العرب، بذیل مادۃ "حدد" 3 : 140۔

(34) محمد بن أحمد، السرخسي(م48ھ)المبسوط، طن(بیروت: دار المعرفة'1414ھ)' 9 :36۔

(35) وھبہ الزحیلی' الفِقہُ الِإسلاميُّ وأدلتُہُ، الطبعة الرّابعة'7 : 5275۔

(36) مسلم بن حجاج ' 29-کتاب الحدود، 3-باب حد الزنی' حدیث نمبر12 - 1690۔

(37) علی بن عمر، ابو الحسن، دار قطنی (م385ھ) سنن الدار قطني، الطبعة الأولیٰ (بیروت: مؤسسة الرسالة' 1424ھ)' 14-کتاب الحدود والدیات وغیرہ، حدیث نمبر3325۔

(38) سورۃ النور24 : 2۔

(39) سورۃ النور24 : 4۔

(40) المآئدۃ5 : 38۔

(41) المآئدۃ5 : 33۔

(42) مسلم بن حجاج' المسند الصحیح المختصر'29-کتاب الحدود، 3-باب حد الزنی' حدیث نمبر12 - 1690۔

(43) دار قطنی' سنن الدار قطني' 14-کتاب الحدود والدیات وغیرہ، حدیث نمبر3325۔

(44) المآئدۃ5 : 33۔

(45) الطبری، محمد بن جریر' أبو جعفر(م310ھ)' جامع البیان في تأويل القرآن' الطبعة الأولى (بیروت: مؤسسة الرسالة1420ھ)' سورۃ المآئدۃ بذیل آیت نمبر33۔

(46) البخاری' الجامع الصحیح، 86-کتاب الحدود، 17-باب لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّونَ الْمُحَارِبُونَ حَتَّى مَاتُوا۔

(47) ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، 4 : 253

(48) البخاری' الجامع الصحیح، 88-کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب حکم المرتد والمرتدة واستتابتهم حدیث نمبر6922۔

(49) وھبہ الزحیلی' الفِقہُ الِإسلاميُّ وأدلتُہُ7 : 5600۔

(50) عودۃ، التشریع الجنائي، بذیل فقرہ444، از جزء اول1: 632. وزیدان، عبد الکریم(م 1435ھ) مجموعة بحوث فقهية، طن (العراق: مكتبة القدس سطن)' ص397. وزیدان، عبد الکریم(م 1435ھ) القصاص والدیات في الشريعة الإسلامية' طن (لبنان: مؤسسة الرسالة سطن)' ص20. والجندي، حسني' المقاصد الشرعية للعقوبات في الإسلام' طن (القاهرة: دار النهضة العربية سطن)' ص101.

(51) سورۃ البقرۃ2 : 178 وسورۃ المآئدۃ5 : 37۔

(52) مسلم بن حجاج، القشیری' المسند الصحیح المختصر، 29-کتاب الحدود، 3-باب حد الزنی' حدیث نمبر12 - 1690۔

(53) عودۃ، التشریع الجنائي، بذیل فقرہ 444، از جزء اول 1: 632. وزیدان، عبد الکریم' مجموعة بحوث فقهية، ص397. وزیدان، عبد الکریم' القصاص والدیات في الشريعة الإسلامية' ص20. والجندي، حسني' المقاصد الشرعية للعقوبات في الإسلام' ص101.

(54) عودۃ، التشریع الجنائي، بذیل فقرہ289، از جزء دوم 2 : 218۔

(55) عودۃ، التشریع الجنائي، بذیل فقرہ444، از جزء اول1: 632.

(56) عودۃ، التشریع الجنائي، بذیل فقرہ224، 229، از جزء دوم2: 186و188۔

(57) عودۃ، التشریع الجنائي، بذیل فقرہ 444، از جزء اول 1: 632. وزیدان، عبد الکریم' مجموعة بحوث فقهية، ص397. وزیدان، عبد الکریم' القصاص والدیات في الشريعة الإسلامية' ص20. والجندي، حسني' المقاصد الشرعية للعقوبات في الإسلام' ص101.

(58) وھبہ الزحیلی، الفِقہُ الاِسلامیؒ واَدلتُہ 7 : 5302 تا5306۔